اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

سینتالیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 30/نومبر 2021ء بروز منگل بمطابق 24 ربیع الثانی 1443 ہجری،

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	10
3	قرارداد نمبر 107 منجانب: خلیل جارج، رکن اسمبلی۔	11
4	آڈٹ رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	15
5	قرارداد نمبر 128 منجانب: اختر حسین لانگو، رکن اسمبلی۔	18

جلد 47 ☆☆☆ شمارہ 5

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔ جناب مقبول احمد شاہوانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **30**/نومبر **2021**ء بروز منگل بمطابق **24** ربیع الثانی **1443** ہجری، بوقت سہ پہر 03 بجکر 55 منٹ پر زیرِصدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ٥
اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ط اِنَّمَا يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ
السَّعِيۡرِ ٦ ط اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ط وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ٧ ع

﴿ پارہ نمبر ۲۲ سورۃ فاطر آیات نمبر ۵ تا ۷ ﴾

ترجمہ: بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے، سو نہ دکھائے تُم کو دنیا کی زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز۔ تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تُم بھی سمجھ رکھو اُس کو دشمن وہ تو بُلاتا ہے اپنے گروہ کو اِسی واسطے کہ وہ دوزخ والوں میں۔ جو منکر ہوئے اُن کو سخت عذاب ہے، اور جو یقین لائے اور کیئے بھلے کام اُنکے لیئے ہے معافی اور بڑا ثواب۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی اکبر مینگل صاحب!

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر صاحب! شنید میں آیا ہے کہ وفاق کی جانب سے ریکوڈک کے مسئلے کو با قاعدہ اُس پر باہر کی کمپنیوں کے ساتھ ایک معاہدہ ہو رہا ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے لوگوں کا سرمایہ ہے مستقبل ہے۔اس سے پہلے بھی یہاں وزیراعلیٰ اور عمران خان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ریکوڈک کو بیچ کر ہم اپنے قرضے اُتاریں گے۔ ہمارے وسائل، ہمارا سرمایہ، جن پر اُنہوں نے قرضے لیے ہیں وہ اپنی عیاشیوں کے لیے یہاں کی حکومت کی اسٹبلشمنٹ کے حکمرانوں نے جو پاکستان پر 70 سال سے جنہوں نے حکومتیں کیں۔ یہ غریب صوبے کی قسمت ابھی تک نہیں بدل رہی۔مفلوک الحال عوام پڑے ہوئے ہیں۔روزگار نہیں ہے، تعلیم کی پوزیشن آپ کے سامنے ہے، نہ ہونے کے برابر ہے۔ہسپتال جتنے بھی ہیں وہ کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں، تو یہ ہمارے اور ہمارے بچوں کا مستقبل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی طرف سے معزز ایوان کی طرف سے وفاق کو ایک پیغام جانا چاہیے کہ صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں لیا جائے۔اس طرح سے بلوچستان کے سرمائے کو وسائل کو بیدردی سے نہ لُوٹا جائے۔اس سے پہلے سینڈک کا تقریباً 1985ء میں جو معاہدہ ہوا تھا اُس کے بعد سے اب تک تقریباً ختم کیا جاچکا ہے۔لیکن اُس سے ایک معمولی سا پرائمری اسکول کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ایک ڈسپنسری کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔آج دوبارہ بلوچستان کے ایک بہت بڑا قیمتی اثاثہ کو فروخت کیا جارہا ہے۔تو بلوچستان اسمبلی اس کی شدید مذمت کرتی ہے اور یہاں سے ایک پیغام جانا چاہیے کہ ہم اس طرح سے بلوچستان کے وسائل کو لُوٹنے نہیں دینگے۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مینگل صاحب۔جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جی شکریہ۔ یقیناً جس طرح اکبر جان نے بات کی جناب اسپیکر! بلوچستان کے وسائل کے حوالے سے جو بھی فیصلہ وفاق نے کرنا ہو تو یہ بلوچستان کے عوام کا پہلا حق بنتا ہے۔اس اسمبلی کا پہلا حق بنتا ہے جو اس صوبے کے منتخب اراکین کی اسمبلی ہے کہ وہ اس کو اعتماد میں لے کر جو بھی فیصلہ ہونا ہو۔جناب اسپیکر! 28 تاریخ کو کوئٹہ میں پشتون تحفظ موومنٹ کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔یقیناً اُس جلسے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اُس جلسے کے مقاصد جو کچھ تھے سوشل میڈیا کے ذریعے سے یہاں ہر ذی شعور انسان کی نظروں سے گزرے ہونگے۔اور جناب اسپیکر! اس ملک کا آئین اس ملک کے ہر شہری کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے حق کے لیے آواز اُٹھا سکتا ہے تو یقیناً جب اس ملک کا آئین ہمیں اجازت دیتا ہے کہ جہاں ظلم ہو، جہاں بے انصافی ہو اُس کے لیے آواز اُٹھا سکتے ہو۔اور اُس ریلی یا اُس احتجاج کا مقصد بھی یہ تھا کہ اس ملک کا ایک منتخب MNA جو عوام کا نمائندہ

تھا علی وزیر، وہ پچھلے کافی لمبے عرصے سے جیل میں بغیر اُس کو سنے، بغیر اُس کے مقدمات کو پیش کیے چلائے عدالتوں میں وہ پابند سلاسل تھا۔ساتھ ہی پشتون تحفظ موومنٹ کے کچھ اور ساتھی حنیف پشتین ،اویس ابدال جو ابھی تک جیل میں ہیں۔ تو اُس کے لیے انصاف مانگنے کے لیے آواز اُٹھائی گئی تھی اُس جلسے میں۔ بہت crowded جلسہ تھا۔تو اگلے دن اُس جلسے میں جو تقاریر ہوئیں جس میں ہم خود بھی شامل تھے بحیثیت فکر باچا خان سے وابستہ سو سالہ اس تاریخ میں، ہماری تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔مقدمات تو میں کہتا ہوں کہ بڑی چھوٹی چیزیں ہیں، اِس تحریک سے وابستہ لوگ جانوں کے نذرانے دے چکے ہیں 1947ء سے لے کر آج تک یعنی کوئی شخص اِس تحریک میں ایسا نہیں ہوگا جس نے بھائی کی لاش نہیں اُٹھائی ہو، باپ کی لاش نہ اُٹھائی ہو،کزن کی لاش نہ اُٹھائی ہو،تو مقدمات سے لوگوں کو کیا ڈرائیں گے۔تو وہاں ایک پرامن، اگر میں آپ سے کہوں کہ اس جلسے کا ریکارڈ یہ ہے کہ میرے خیال میں کسی نے کوئی گملا تک بھی وہاں نہیں توڑا ہوگا۔ وہاں کوئی پتا بھی خدانخواستہ احتجاج کا جھگڑے کی صورت میں نہیں گرا ہوگا۔تو اس کے باوجود اگلے دن وہاں مقدمات بنائے گئے، FIR کٹوائی گئی، جس میں مجھ سمیت منظور پشتین،عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری رشید خان ناصر، پی ٹی ایم کی صوبائی صدر نور باچا، ملک مجید کاکڑ، زبیر شاہ آغا، اِسی طرح ملا بہرام، کافی سارے ساتھی دوست جو پی ٹی ایم اور ANP سے تعلق رکھتے تھے،اُن پر ایف آئی آر کٹوائی گئی۔اور وہاں بنیاد یہ بنائی گئی ہے کہ ریاست کے خلاف بات ہوئی۔وہاں بنیاد یہ بنائی گئی ہے کہ برادر ملک کا جھنڈا لہرا گیا ہے۔تو اِن دونوں سوالوں کے متعلق جناب اسپیکر! میری عرض یہ ہے کہ وہ جلسہ ریکارڈ پر ہے۔اُس جلسہ میں کوئی اِس فلور سے لے کر عدالتوں تک ،ریاست،حکومت، یا خدانخواستہ ایسی بغاوت کی کوئی ایک لفظ بھی ثابت کردے مقدمہ تو کیا اس مقدمہ کی جو بھی سزا ہو ہم سب کو دے دیں۔اگر وہاں بات انصاف مانگنے کی گئی، وہاں بات یہ نہیں ہوئی ہے کہ ہم زبردستی علی وزیر کو چھڑائیں گے،ہم گرفتار ساتھیوں کو چھڑائیں گے۔ وہاں بات یہ ہوئی کہ اِن گرفتار لوگوں کو انصاف مہیا کیا جائے اِن کو عدالتوں میں پیش کیا جائے۔جوڈیشل مجسٹریٹ سے لے کر سیشن جج تک ہائی کورٹ تک اُن کی بات نہیں سنی جارہی تھی۔سپریم کورٹ تک وہ لوگ گئے۔سپریم کورٹ کے ہر دوسرے دن کوئی کبھی bench ٹوٹتا ہے،کبھی جج غیر حاضر ہوتا ہے،کبھی کیا ہوتا ہے تو کبھی کیا ہوتا ہے۔وہاں اس بات پر زور دیا گیا کہ کم سے کم خدارا یہ سب اس ملک کے شہری ہیں،اُس میں اس ملک کا ایک منتخب نمائندہ ایم این اے تک بھی شامل ہے۔تو کیوں نہ ان کو انصاف مہیا کیا جائے۔کیوں نہ اِن کے ساتھ اس ملک کے آئین کا جو طریقہ کار ہے اُس کے مطابق سلوک کیا جائے۔تو اِس بنیاد پر کہا گیا کہ نہیں یہ ریاست کے خلاف باتیں ہیں۔اور پھر جھنڈے کی

بات ہوئی ہے۔گورنمنٹ آف پاکستان کے سینٹ ریکارڈ پر یہ ہے کہ کم وبیش افغانستان کی موجودہ خراب صورتحال دگرگوں صورتحال سے ہمارے وہ لاچار بے بس دو چار افغان بھائی جو اس وقت پاکستان میں پشتونخوا میں یا بلوچستان میں یا سندھ میں آباد ہیں کم وبیش اُس کی تعداد 30 سے 35 لاکھ افراد کی ہے۔اگر وہ خود بھی انصاف کے لیے دُنیا جہان سے انصاف مانگ رہے ہیں۔اگر اُنہوں نے ایک مظلوم کے لیے آکے جلسے میں پیش ہو کے اپنے ملک کا جھنڈا لہرایا ہے تو اگر ہم پھر یہ کہیں کہ یہاں پچھلے چالیس سال سے دہشتگردی کے نام پر مذہب کے نام پر ہمارے یہی افغان بھائیوں کو اکٹھا کر کے اپنے ہی ملک کا اُس کے ذریعے سے تہس نہس کروایا گیا۔تو پھر کیوں اُس سے کوئی نہیں پوچھتا اور ساتھ ہی اگر میں آج یہ کہوں موجودہ افغانستان میں افغان کرنسی سے زیادہ دنیا کی دوسری کرنسی سے زیادہ ہماری کرنسی وہاں چل رہی ہے۔تو کیوں ان سے نہیں پوچھتا ہے تو ان دو باتوں کو بنیاد بنا کر مقدمات درج کئے گئے۔میں اس ایوان سے request کرتا ہوں کہ ہمارا یہ ایوان جہاں حق کی آواز دبانے کی کوئی کوشش کرتا ہے اس کی مذمت کرنی چاہیے اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے اور یہ طریقہ کار آپ لوگوں کے ساتھ کب تک اپناتے رہیں گے۔آپ نے دیکھا کل گوادر میں ہزاروں کی تعداد میں ہماری بہنیں وہاں پر نکلی ہیں۔کل خدانخواستہ اگر وفاق میں سینڈک پر اس طرح کا کوئی فیصلہ سامنے آتا ہے جو بلوچستان کے اور بلوچستانیوں کے مفادات کے برخلاف ہوگا۔تو بلوچستان کے لوگوں کا پھر کیا reaction ہوگا۔ایک طرف آپ ظلم پر ظلم کرتے جارہے ہیں، بے انصافی پر بے انصافی کرتے جارہے ہیں۔اور دوسری طرف لوگوں کو یہ بھی کہتے ہو کہ تم مرے گا بھی تم کو ماریں گے بھی، جیلوں میں بھی بند کریں گے۔لیکن آپ نے نہ آنسو بہانا ہے اور نہ ہی ساتھ آپ نے آواز اُٹھانی ہے۔تو یہ تو ان اقوام کی تاریخ ہے، جبر یہاں جتنا بھی ہوا ہے، آج آپ نے دیکھ لیا کہ وہی سپریم کورٹ ہے ہمارے ہاں مشہور ہے کہتے ہیں کہ رات جتنی بھی لمبی ہو جائے سورج نے صبح طلوع ہونا ہے آپ نے دیکھ لیا دنیا جہاں کے اِدھر اُدھر یہی آوازوں کا نتیجہ ہے۔میں پورے بلوچستان کو داد دیتا ہوں کہ آج علی وزیر کی رہائی میں پورے بلوچستان کی آواز شامل ہوگئی ہے۔دنیا نے سن لی وہ آواز اور وہ آواز سپریم کورٹ تک جا پہنچی۔اور آج جس شخص کے لیے یا جن ساتھیوں کے لیے آواز اٹھائی گئی تھی۔آج آئین کے مطابق اُسے ضمانت مل گئی ہے۔تو کیوں یہ کوئی خلاف قانون آواز ہے یہ خدانخواستہ ریاست کے خلاف سازش ہے یہ خدانخواستہ اس دھرتی کے خلاف سازش ہے۔اور یہ سازش ابھی لوگ کیسے کریں گے پہلے تو کچھ ہوتا تھا کہ وہاں کچھ لوگ ہیں یہ ہے وہ ہے ابھی تو وہاں میرے خیال میں حالات یہاں سے بھی ہمارے لوگوں کے لیے زیادہ سازگار ہے۔جتنا وہاں ان کا control ابھی ہے شاید جتنا control کوئٹہ پر نہیں ہوگا جتنا قندھار پر ہوگا لوگوں

کا۔تو ابھی کہاں سے لوگ خدانخواستہ funded ہو رہے ہیں ابھی کہاں سے لوگ سازشیں کر رہے ہیں۔لیکن یہ حق کی آواز ہے اس طرح کی آوازوں کو اس طرح جبر کے ذریعے سے مقدمات کے ذریعے سے شہادتوں کے ذریعے پابند سلاسل رکھنے کے لحاظ سے کوئی کرے گا تو نتیجہ اُسکا اچھا نہیں ہوگا۔تو میں پارٹی کی جانب سے ان بے جا ناجائز ظالمانہ مقدمات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔اور اس ایوان سے request کرتا ہوں کہ کم ازکم ایک آواز اس ایوان سے اس طرح کی جانی چاہیے کہ ظلم کے خلاف، بے انصافی کے خلاف آواز اٹھانے پر جو بھی قدم ریاست یا حکومت اٹھائے گی ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔جی زیرے صاحب! کس حوالے سے بات کریں گے؟ لانگو صاحب! میرے خیال سے کارروائی کے آخر میں پھر جو آپ نے قرارداد کی بات کی وہ پھر کارروائی کے آخر میں ہوگا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ جو اطلاعات ہیں کہ سی ایم صاحب گئے ہیں وہاں کل اپوزیشن نے ریکوڈک کے مسئلے پر پریس کانفرنس بھی کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اِس پر قرارداد میرے خیال سے اختر حسین لانگو صاحب کی ہے۔جی زاہد علی ریکی صاحب، وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس پر جناب والا! آپ کی ایک رولنگ چاہیے۔ہمارے پورے بلوچستان کی ایک ہی آرٹس کونسل ہے جناح روڈ پر جہاں مختلف ہمارے ثقافتی پروگرامز ہوتے ہیں اور یہ ابھی کا نہیں ہے بہت پرانی ایک آرٹس کونسل ہے جس میں بلوچی، پشتو اور یہاں کے ہمارے لوکل کلچر کے حوالے سے جو اُن کی پروموشن کے حوالے سے وہاں کام ہوتے ہیں باقاعدہ آرٹس کونسل کے نام سے وہ منظور ہے۔اب جناب والا! گورنمنٹ کے کچھ ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ اُن سے وہ آرٹس کونسل خالی کروانا چارہے ہیں اور اِس آرٹس کونسل کو وہ باقاعدہ ختم کرنے کے درپے ہیں۔تو میری آپ سے ایک request ہے کہ آپ ایک رولنگ دیدیں کہ یہ آرٹس کونسل ہے اور یہاں ہمارے کلچر اور جو ہمارے لوکل کلچر ہے اور cultural programs ہیں اُن کی پروموشن کے لیے یہ ادارہ کام کررہا ہے اور اس طریقے سے کر کے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہمارے جو بلوچ یا پشتون کی جو روایات ہیں یا اُس کا کلچر ہے اُس کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہونے جارہی ہے تاکہ اس ہمارے کلچر کو اور ہماری جو روایات ہیں اُن کو یہاں سے بالکل پامال کر کے اُن پر کوئی کام نہ ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ کون ختم کرنا چاہتا ہے؟

جناب میر اختر حسین لانگو: یہ جناب والا! گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ایک letter لکھ دیا گیا ہے کہ

آرٹس کونسل کو ہم ختم کر رہے ہیں جو آپ کے پاس آرٹس کونسل کا جو ہال ہے جو auditorium ہے ان کا۔ اُس کو آپ لائبریری ڈیپارٹمنٹ کے under دیدیں۔ تاکہ ہم اس میں دوسری لائبریری کھول لیں۔ جناب والا! گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس کوئٹہ شہر میں اسی ایریا میں بہت بڑی زمینیں ہیں چیزیں ہیں۔ اگر لائبریری بنانی ہے تو آپ اسپنی روڈ پر بنالیں گورنمنٹ کی زمینیں ہیں آپ لائیو اسٹاک والے ڈیپارٹمنٹ پر گورنمنٹ کی زمین ہے وہاں بنالیں، سائنس کالج کے سامنے جو وہاں۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر میرے خیال سے concerned سیکرٹری سے رپورٹ طلب کرتے ہیں کہ کس بنیاد پر یا کس کے کہنے پر یہ ہوا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: اس پر جناب والا! آپ سیکرٹری کلچر کو بلا کے اُن سے ایک رپورٹ طلب کرلیں اور مہربانی کر کے اس کو فوراً رُکوا دیں۔ تاکہ ہمارا جو کلچر ہے اُس کی پروموشن پر مزید کام ہوں اُس کو رُکوایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے اختر حسین لانگو صاحب۔ جی اِسی سے متعلق بات کرنا چا رہے ہیں۔

جناب قادر علی نائل: نہیں نہیں point of public importance پر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ایک بار اِس پر، جو اختر حسین لانگو نے بات کی۔ concern سیکرٹری کو letter بھیج دیں اُن سے پوچھ لیں کہ کس بنیاد پر آپ یہ ہال مطلب ختم کرا رہے ہیں جو کلچر کا ہے۔ جی قادر علی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: بہت شکریہ جناب اسپیکر! ابھی میرے آنے سے پہلے غالباً عوامی نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر نے تقریر کی ہے اور کچھ اپنے تحفظات اُنہوں نے شاید اظہار کئے ہونگے۔ پتہ چلا تھا کہ ان کا کوئی جلسہ ہوا تھا اُس حوالے سے اصغر خان اچکزئی کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے۔ تو میں اپنی پارٹی کی طرف سے اُس کی مذمت کرتا ہوں وہ ایک sitting parliamentarian ہیں آپ بھی اس کا نوٹس لیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں بھی ایک function سے آیا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارے ہاتھوں Bills بہت بنتے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے ہمارے سیکرٹری کو بھی معلوم ہے کہ بائی لاز اور رولز آف بزنس بننے میں بہت عرصہ لگتا ہے اور اُس time limit میں اس کے رولز آف بزنس نہیں بنتے جس کی وجہ سے وہ جو Bill ہم پاس کرتے ہیں یا جو قانون ہم پاس کرتے ہیں اُس کی افادیت ختم ہوجاتی ہے۔ تو Right to Information Act جو ہم لوگوں نے پاس کیا یہ حکومت بلوچستان کا ایک اہم قدم ہے۔ اِس حوالے سے جو Stakeholders ہیں سول سوسائٹی ہے خصوصاً میڈیا کے جو دوست ہیں بائی لاز یا رولز آف بزنس کے حوالے سے اُن کے کچھ تحفظات ہیں کہ وہ

جلدی ہو جائے۔ کمیشن بنا تھا وہ کمیشن بھی نہیں ہوا ہے تو آپ سے رولنگ چاہیے اور اسی طرح یہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے سے اسٹینڈنگ کمیٹی کو ساتھ ملا کے اس کے بائی لاز بنائے جائیں، تو زیادہ بہتر ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! question تو ہے لیکن متعلقہ منسٹر نظر نہیں آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جواب ٹیبل کر دیا گیا ہے۔ سوال نمبر 362 کا جواب ٹیبل کر دیا گیا۔

میر زاہد علی ریکی: نہیں میں مطمئن نہیں ہوں منسٹر آ جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: منسٹر کے آنے کے بعد پھر آپ مطمئن ہو جائیں گے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! وہ آ کے شاید مجھے مطمئن کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی جتنے بھی سوالات ہیں ان کو defer کیا جاتا ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! point of public importance میں ایک، دو منٹ اگر اجازت ہے تو بات کر لوں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آج کل بلوچستان میں چمن سے لے کر آپ کا تفتان، تفتان سے لے کر ماشکیل، پنجگور یہ سارے بارڈروں کا مسئلہ ہے، اسی طرح جوں کا توں رہ گیا ابھی تک بارڈر بھی پہلے تو چمن بارڈر بند ہو گیا ہے۔ ابھی جو میرا ڈسٹرکٹ واشک میں جو ماشکیل ہے ایران کا بارڈر لگتا ہے۔ یقین کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! اور کوئی روزگار نہیں ہے عوام کے پاس یہی پیٹرول اور ڈیزل ہے اُس میں تقریباً چار پانچ ڈسٹرکٹس اُس میں چاغی ڈسٹرکٹ ہے نوشکی ڈسٹرکٹ ہے آپ کا خاران ڈسٹرکٹ ہے مستونگ کے بھی کچھ لوگ وہاں آتے ہیں ماشکیل میں کام کرنے کے لئے پورا بلوچستان کا، جناب اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں دن میں تقریباً دو سو، تین سو، چار سو فون آتے ہیں کہ خدارا! آپ ہمیں نوکری تو نہیں دے سکتے اس بارڈر کے بارے میں اسمبلی فورم پہ اٹھائیں، بات کریں، ہمارے بارڈرز تو کھولیں کم از کم ہم صبح جائیں شام کو کم از کم دو ہزار، ہزار روپے اپنے بچوں کے لئے لے آئیں۔ ابھی جناب اسپیکر صاحب! یہ بارڈر کب کھولے گا سی ایم صاحب یہاں نہیں ہیں یہ گئے تھے تربت میں، میں نے سنا تھا اُس میں کور کمانڈر بھی تھا آئی جی ایف سی بھی تھا چیف سیکرٹری بھی تھا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! خدارا۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ریکی صاحب! جہاں تک میرا علم ہے اس پر میرے خیال سے سی ایم صاحب نے

میٹنگ بھی طلب کی ہے، رپورٹ بھی طلب کی ہے، کوئی نہ کوئی فیصلہ میرے خیال سے ایک ہفتے تک یہ لوگ کر رہے ہیں۔ تو سی ایم صاحب اگلے اجلاس میں آجاتے ہیں اُن کی موجودگی میں پھر آپ یہ پوچھ لیں وہ پھر اس کا صحیح جواب دے دیں گے۔

میر زابدعلی ریکی: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: جی نصر اللہ خان زیرے صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق، میرے خیال سے یہ بھی محکمہ بلدیات کا ہے اِس کو بھی اگر آپ کہتے ہیں تو defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس پر مَیں کچھ بولوں گا اور اس کے علاوہ بھی۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: منسٹر نہیں ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اچھا۔ تو دوسرا میں ایک point of order پر اگر دو منٹ کے لیے مجھے اجازت دے دیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اکبر آسکانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 3 دسمبر کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: **رخصت کی درخواست ختم۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: جی جناب خلیل جارج صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **107** پیش کریں۔

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق): thank you جناب اسپیکر۔ ہرگاہ کہ قومی نشریاتی ادارے پی ٹی وی بولان کے ذریعے بلوچستان کی قومی زبانوں میں مختلف پروگرامز ترتیب سے نشر کئے جاتے ہیں جس میں بدقسمتی سے بلوچستان میں آباد مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی اقلیتیں جو صدیوں سے بلوچستان میں آباد ہیں، کے مذہبی تہواروں کے پروگراموں کو کبھی بھی نشر نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے صوبہ میں آباد اقلیتیں احساس محرومی کا شکار ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اوروزارت اطلاعات ونشریات سے رجوع کرے کہ بلوچستان میں بسنے والی اقلیتوں کے مذہبی پروگرامز جن میں مسیح کرسمس، ہندو دیوالی، سکھ بے ساکھی اور پارسی کمیونٹی کے مذہبی تہواروں کو ایک گھنٹے کے لئے پی ٹی وی بولان پر لائیو نشر کیا جائے تاکہ ملک میں مذہبی ہم آہنگی کو فروغ ملے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 107 پیش ہوئی،

جناب قائم مقام اسپیکر: اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! اِس ملک میں اقلیتیں پاکستان کے وجود سے پہلے بھی موجود تھیں اور جب ملک پاکستان بنا تو خاص طور پر اقلیتیں خاص طور پر Christians کے پاس دو choices تھیں کہ آپ نے ہندوستان میں جانا ہے۔ یا پاکستان میں آنا ہیں۔ تو اُس وقت کے ہمارے بڑوں نے، آج ہمیں فخر ہے کہ انہوں نے بہت بہت اچھا فیصلہ کیا کہ ہم پاکستان کا حصہ بنیں گے۔ اُس کے بعد جب پنجاب کے لیے dividation تو پنجاب کے لیے ووٹ equal ہوگئے۔ تو چار اقلیتوں کے ووٹ سے پنجاب وجود میں آیا۔ اُس کے بعد پاکستان آگے

بڑھتا گیا، بڑھتا گیا، اور جب ہم قائداعظم محمد علی جناح کی cabinet کو دیکھتے ہیں تو اُس cabinet میں بھی سب سے زیادہ حصہ minorities کا تھا۔لیکن پاکستان کی برتری کے لئے، پاکستان کے استحکام کے لیے، ہم اسی طرح سے اقلیتیں آگے بڑھتے گئے۔اُس کے بعد 80ء کی دہائی میں ایک ایسا نیشنل اسمبلی سے قرارداد منظور ہوئی اسی طرح کہ اقلیتوں بالخصوص Christians کا مذہبی تہوار کو 24 دسمبر جو ہمارا کرسمس آتا ہے۔24 دسمبر کو پی ٹی وی پر کوئی بیس سے پچیس منٹ ہمیں ملتے تھے۔پھر وقت بدلتا گیا اور وہ بیس پچیس منٹ بھی ختم ہوگئے۔اب اِس، جو اِس پاکستان کی صورتحال میں مذہبی آہنگی وقت کی اہم ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب۔اور جس طرح میرا خیال ہے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے میرے بھائی بہنیں ہیں معزز رکن ہیں شاید اُن کو یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کس اقلیت کا کون سا تہوار ہے۔اسی لئے اس قرارداد کو مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے اس قرارداد کو انٹرنیشنل سطح پر پاکستان کی طرف ایک اچھا پیغام کے لیے میں صرف اپنے ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی minorities ہیں اُسمیں Christians اپنا کرسمس سب سے زیادہ celebrate کرتے ہیں۔اُس کے بعد ہندو کمیونٹی کے بہت سارے تہوار ہیں۔لیکن دیوالی اور ہولی یقیناً بڑے famous ہیں۔سکھوں کا sir بیساکھی اور گورونانک کا جنم دن ہوتا ہے۔ اِسی طرح بھائی کمیونٹی کا sir عیدِ رضواں وہ اور کیلاشیوں کے لئے چلم جوشی کے تہوار ہوتے ہیں۔ sir پورے ایک سال میں 365 دن ہوتے ہیں۔اگر 365 دن میں ہماری یہ چھ دن اگر یہ اسمبلی اِسکو پورے consensus سے آگے بھیجے تو ہمیں صرف 365 دن میں ہم چھ دن مانگ رہے ہیں اور چھ دن بھی سمجھے کہ ہم آپ سے چھ گھنٹے مانگ رہے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہمارے بھی لوگ اپنے کلچر کو، اپنی مذہبی روایات کو، مذہبی رسم ورواج کو ایک گھنٹہ live دکھایا جائے تاکہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مذاہب کو سمجھیں۔ اور یہ آپ کو پتہ ہے میں پورے جناب اسپیکر صاحب پانچ سال inter-Faith Harmony کا پارلیمانی سیکرٹری فیڈرل میں رہا ہوں۔تو اُس میں ہم اِن تہواروں کو جب مناتے تھے تو اُس کا ایک بہت اچھا پیغام جاتا تھا۔لہٰذا میں مفصل گفتگو تو نہیں کروں گا لیکن point آپ سب کے، باشعور ہیں ہمارے ممبر ہیں اُن کو کوئی پتہ چل گیا ہوگا کہ ہم آپ سے پانچ گھنٹے مانگ رہے ہیں کہ ایک گھنٹے میں کرسمس کی تقریبات اور اُس کے جو بھی ہمارے جیسے Muslims میں نعت ہوتی ہے۔ہندوؤں میں بھجن ہوتا ہے۔ اور ہم جو Christians لوگ ہیں، وہ پرستش کرتے ہیں اپنے رَب کی۔ تو یہ ایک گھنٹہ اگر دکھایا جائے تو میرا خیال یہ ناں صرف اقلیتوں کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ پاکستان میں مذہبی ہم آہنگی کیلئے ایک بہت بڑا، اور یہ آج دن تک کسی اسمبلی میں یہ قرارداد ایسی نہیں آئی،

بلوچستان میں یہ پہلی دفعہ قرارداد آئی ہے اور اگر ہم اِسے منظور کر کے بھیجوادیں گے تو میرے خیال بلوچستان سے ایک اچھا پیغام جائیگا۔ اور اِس سے ایک مذہبی ہم آہنگی اور بلوچستان کے جو پُرامن صوبہ ہے ہمارا، پاکستان ہمارا وطن ہے، اِس کی ایک اچھی خوشبو پوری دنیا تک جائیگی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی مکھی شام لعل صاحب۔

جناب مکھی شام لعل لاسی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں خلیل بھائی کے اِس بات سے متفق ہوں اور اس قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں۔ کیونکہ ہم جس طرح خلیل بھائی نے کہا کہ پاکستان بننے سے پہلے کے ہم یہاں آباد ہیں۔ ہم واقعی پاکستان بننے سے ہماری فیملیاں کافی پہلے کے آباد ہیں۔ ہمیں خوشی ہے اور فخر ہے کہ ہم اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ جس کے ہمارے آباؤ اجداد بھی یہیں رہے ہیں یہیں مرے ہیں اور انشاء اللہ زندگی رہی تو ہماری نسلیں بھی یہیں رہیں گی۔ ہمارا یہ ملک ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور ہمیں یہاں پر کمپلیٹ ہی آزادی ہے یہ تو ایک مختصر ہے۔ مگر پاکستان میں جو ہندو اپنے minorities کو جتنی آزادی ہے ہر مذہب کو تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیں آزادی ملی ہیں۔ ہمیں ہر چیز یہاں پر منانے کا فخر محسوس کرتے ہیں۔ پوری دنیا دیکھتی ہے کہ پاکستان میں چاہیے سکھوں کا میلہ ہوتا ہے چاہیے ہندوؤں کے تہوار ہوتے ہیں۔ چاہے کرسمس ہوتی ہے بڑے جوش و جذبے کیساتھ منائی جاتی ہیں۔ صرف یہ جو پی ٹی وی کا مسئلہ ہے جو بولان کا ہے اس میں جو پروگرام کا سلسلہ ہے۔ تو ہم ریکویسٹ کرتے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان سے، گورنمنٹ آف پاکستان سے کہ اس پروگرام کو جاری رکھا جائے دکھایا جائے تا کہ واقعی لوگوں میں ایک ہم آہنگی آئے گی ایک مذہب کے حساب سے، لوگوں کی ایک سوچ بوجھ ہوگی۔ ایک ہم آہنگی کے تحت اس کو دیکھانا چاہیے، اور یہ تو اُنہوں نے ایک گھنٹہ کیا مگر میں کہتا ہوں کہ جتنا بھی ممکن ہو سکے جس بھی مزار میں جتنے پروگرامز ہوتے ہیں، اُس کو انکو continue دکھانے چاہئے۔ باقی رہا جاں تک ہمارے ملک میں کوئی ہمیں ایسی تکلیف نہیں ہے یہاں پر کہ مطلب کسی minority کو کوئی پریشانی ہوئی ہے۔ بہت اچھے طریقے سے ہم جا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمارے ملک پاکستان ہے، پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب، جو قرارداد میرے دوست نے لایا ہے۔ یقیناً یہ قرارداد اگر میں آئین کے آرٹیکل 20 (ب) اگر آپ ملاحظہ فرمائیں جناب اسپیکر! اِس کے علاوہ آرٹیکل 21 آرٹیکل 22 اِسمیں آئینِ پاکستان ہمیں، مَیں آپ کو پڑھ کر سنا تا ہوں کہ آرٹیکل 20 (ب) ہر مذہبی گروہ اور اسکے

ہر فرقہ کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔اس کے علاوہ جناب اسپیکر! کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا۔اس کے علاوہ آگے بھی بہت سارے آرٹیکلز ہیں اس حوالے سے جناب اسپیکر، مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس ملک میں میرے دوست نے مُکھی شام لعل صاحب اور خلیل جارج صاحب، اِس قرارداد کی تو میں حمایت کرتا ہوں لیکن اُنہوں نے حقائق کو میرے خیال سے صحیح طور پر پیش نہیں کیے۔جب یہ ملک کا وجود آیا بلکہ اِس ملک کے جھنڈے کا سفید رنگ مذہبی اقلیتوں کیلئے ہے۔اور جب یہ ملک وجود میں آیا تو کتنے فیصد یہاں مذہبی اقلیتیں یہاں تھیں۔اور آج مجھے خلیل جارج صاحب بتائے کہ کتنے لوگ اِس ملک میں رہ گئے؟ مجھے مُکھی شام لعل صاحب بتائے کہ ان کے رشتہ دار نزدیک کے رشتہ دار انہوں نے یہاں سے ہجرت کیوں کی؟۔ جناب اسپیکر! یہ ملک جب بنا، اور اُس کے بعد جو پالیسیاں رہیں بالخصوص فوجی آمریت کے دور میں، اُس دور میں دہشتگردی، انتہا پسندی، اِس کو اتنا فروغ دیا گیا کہ ہمارے بہت سارے ہمارے دوست اِس ملک کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔آج محض چند فیصد لوگ رہتے ہیں اور اُن کیساتھ بھی رویہ کیا رکھا جاتا ہے۔اُن کیلئے رکھا گیا ہے کہ پانچ فیصد کوٹہ ہوگا مذہبی اقلیتوں کا، لیکن آج اُن کو وہ پانچ فیصد بھی نہیں مل رہا ہے۔پرسوں بھی وہ گلہ کر رہے تھے کہ اُن کو اس طرح گڈ وڈ کیا جاتا ہے کہ ہمارا کوٹہ ہی اُس میں ختم ہوتا ہے مذہبی اقلیتوں کا۔جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ ہم نے آئین میں تو ہم نے رکھ دیا، جب ہم آئین کی بات کرتے ہیں، جب ہم اصول کی بات کرتے ہیں تو اوپر سے فتوے جاری ہوتے ہیں اوپر سے کہا جاتا ہے ''کہ آپ لوگ غدار ہو''۔حالانکہ ہم تو اِس آئین کا آرٹیکل مَیں نے آپ کو سنایا۔جناب اسپیکر! علی وزیر کو ایک سال جیل میں رکھا گیا، اِس کے آرٹیکل 9 آپ پڑھ لیں۔8 سے لیکر 28 تک آرٹیکلز میں مذہبی آزادی، تحریر و تقریر کی آزادی، انجمن بنانے، پارٹی بنانے کی آزادی، لیکن اُس کو ایک سال تک کس جرم کے پاداش میں اُنہیں رکھا گیا؟۔ آج ایک سال بعد اُن کی ضمانت سپریم کورٹ سے ہوئی۔یہ کیا ہم سمجھیں گے۔اسی طرح ہمارے مذہبی جو اقلیتیں بیچارے ہیں وہ دن بدن یہاں سے مائیگریٹ کر کے جا رہے ہیں۔اُن کیساتھ رویہ اس طرح رکھا جاتا ہے کہ اُن کو مجبور کیا جاتا ہے۔یہ قرارداد بالکل، یہ آئین کے تحت ہے کہ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے ہو۔اور قرآن مجید میں بھی کہا گیا ہے۔لا اقراء فی الدّین۔کہ دین میں کوئی زور و زبردستی نہیں ہوگی۔جب قرآن مجید میں ہمیں کہا گیا ہے پھر ہمارے کچھ لوگ، کچھ گروہ، کچھ گروپ آج بھی ایسے موجود ہیں اِس ملک میں کہ وہ اپنے نظریات زبردستی لوگوں پر تھوپنے جا رہے ہیں۔تو مَیں یقیناً اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کہ ہر زبان کو، ہر اقلیت کو، ہر قوم کو، اُن کے زبان کے

مطابق پی ٹی وی بولان میں، پی ٹی وی نیوز میں، آپ دیکھیں کہ پی ٹی وی نیوز ہے اُس میں پشتو کا کتنا وقت ہے۔ بلوچی کا کتنا وقت ہے۔ ہم نے اُس دن دو قراردادیں اِس حوالے سے پاس کیے۔ یہاں بیچارے اقلیتوں کی تو دُور کی بات ہے اُن کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے حکمرانوں کے جو استعماری ذہن ہے وہ سکھوں کو کس لئے اُنہوں نے کرتار پور راہداری بنائی، 23 ارب روپے کا، بعد میں اُس منظوری لی گئی، وہ بھی اُن کے پیچھے اُن کا سیاست کارفرماء تھا کہ اُنہوں نے کرتار پور میں تو اُن کو اجازت دے رہے ہیں لیکن یہاں ہندو اور ہمارے جو عیسائی برادری ہیں، اُن کو کچلا جا رہا ہے۔ اِس میں بھی تضاد ہے۔ تو یقیناً مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ .Thank you very much

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی مسٹر ٹائٹس صاحب۔

جناب ٹائٹس جانسن: شکریہ اسپیکر صاحب۔ معزز رکن خلیل جارج صاحب نے جو قرارداد پیش کی مَیں مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں واضح کرنا چاہتا ہوں پورے پاکستان میں جو زیادتیاں ہوتی ہیں اُن کو ہم بھول گئے ہیں، برداشت کئے ہیں۔ لیکن بلوچستان میں مکمل مذہبی آزادی ہے۔ بلوچستان صوبہ ایسا ہے جہاں ہمیں مکمل طور پر اپنایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے پنجاب سے، سندھ سے لوگ آتے ہیں یہاں، جب کسی سے زیادتی ہوتی ہے تو وہ یہاں آ کر پناہ لیتا ہے یہ بلوچستان کی سرزمین پر۔ بلوچستان کے تمام اقوام جو ہیں اقلیتوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ اور انکے ساتھ مذہبی آزادی ہے۔ اور تمام اداروں میں جو رویہ ہے پنجاب میں مذہبی نفرت ہے یا دوسرے صوبوں میں، یہاں وہ مذہبی نفرت نہیں ہے۔ میں مکمل اس کی حمایت کرتا ہوں خلیل جارج صاحب کی قرارداد کی، شکریہ سر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ آیا قرارداد نمبر 107 منظور کی جائے؟۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 107 منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **آڈٹ رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا ہے۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر اخزانہ! قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی مطالعاتی رپورٹ برحسابات تعمیرات وبقایا کام ژوب، میر علی خیل، کھجوری، کچھ روڈ حکومت بلوچستان بابت سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

جناب خلیل جارج (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق): مَیں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر خزانہ کی جانب سے قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174

کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی مطالعاتی رپورٹ برحسابات تعمیرات وبقایا کام ژوب، میرعلی خیل، کھجوری، کچھ روڈ، حکومت بلوچستان بابت سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی مطالعاتی رپورٹ برحسابات تعمیرات وبقایا کام ژوب، میرعلی خیل، کھجوری، کچھ روڈ، حکومت بلوچستان بابت سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیرخزانہ! قواعدوانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی خصوصی آڈٹ رپورٹ برحسابات قومی پروگرام برائے واٹرکورسز کی بہتری اورواٹر اسٹوریج ٹینکس بلوچستان برائے سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

(پارلیمانی سیکرٹری)۔ مَیں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری، وزیرخزانہ کی جانب سے قواعدوانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی آڈٹ رپورٹ برحسابات قومی پروگرام برائے واٹرکورسز کی بہتری اورواٹر اسٹوریج ٹینکس بلوچستان برائے سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی آڈٹ رپورٹ برحسابات قومی پروگرام برائے واٹرکورسز کی بہتری اورواٹر اسٹوریج ٹینکس بلوچستان برائے سال 17-2016ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیرخزانہ! قواعدوانضباط کار 1974ء بلوچستانی صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برحسابات قومی پروگرام برائے فیملی پلاننگ، پرائمری ہیلتھ کیئر، اور لیڈی ہیلتھ ورکرز بلوچستان، وزارت صحت حکومت پاکستان برائے مالی سال 13-2012ء تا16-2015ء آڈٹ سال 19-2018ء ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی اموروانسانی حقوق: مَیں خلیل جارج، پارلیمانی سیکرٹری، وزیرخزانہ کی جانب سے قواعدوانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈٹر جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹس برحسابات قومی پرگرام برائے فیملی پلاننگ، پرائمری ہیلتھ کیئر اور لیڈی ہیلتھ ورکر بلوچستان وزارت صحت حکومت پاکستان برائے مالی سال 13-2012ء تا16-2015ء آڈٹ سال 19-2018ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برحسابات قومی پروگرام برائے فیملی پلاننگ، پرائمری ہیلتھ کیئر، اور لیڈی ہیلتھ ورکرز بلوچستان، وزارت صحت حکومت پاکستان برائے مالی سال 13-2012ء تا 16-2015ء آڈٹ سال 19-2018 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیرخزانہ! قواعد وانضباط کار 1974ء بلوچستانی صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی آڈٹ رپورٹس برحسابات کمیونیکیشن، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان برائے مالی سال 13-2012ء تا 17-2016ء آڈٹ سال 18-2017ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیرخزانہ): جناب اسپیکر! مَیں وزیرخزانہ، قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے خصوصی آڈٹ رپورٹس برحسابات کمیونیکیشن، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان برائے مالی سال 13-2012ء تا 17-2016ء آڈٹ سال 18-2017ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی خصوصی آڈٹ رپورٹس برحسابات کمیونیکیشن، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان برائے مالی سال 13-2012ء تا 17-2016ء آڈٹ سال 18-2017ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں۔ لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔ یہ تو ہو گیا ختم مَیں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ یہ دیدیں پھر اختر حسین لانگو صاحب قرارداد پیش کریں گے اُس پر ہم بولیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مختصر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر لمبی بات نہیں ہوتی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! کوئٹہ شہر میں جو پانی مہیا کرتے ہیں ٹریکٹرز اور ٹریکٹرز والوں نے ہڑتال کیئے ہیں اور ہڑتال کی وجہ سے کوئٹہ شہر بالخصوص میرے حلقے میں لوگ ایک ایک بوند پانی کیلئے ترس رہے ہیں اور جو ٹریکٹرز مالکان ہیں اُن کا بھی قصور نہیں ہے اُنہوں نے ہڑتال کی ہے۔ حکومت کو چاہیئے واسا کو چاہئے پی ایچ اِی کو چاہئے کہ وہ جا کر کے اُن ہڑتالیوں سے مذاکرات کریں سول انتظامیہ مذاکرت کریں۔ وہ وہاں ایسٹرن بائی پاس پر اُنہوں نے کیمپ لگایا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! اُن کو ٹائم مِل چکا ہے ایڈووکیٹ جنرل نے۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ملا ہے جناب اسپیکر۔ وہ آج بھی ہڑتال پر ہیں۔اُن سے مذاکرات حکومت کرے۔ وہ بیچارے غریب لوگ ہیں۔اُن سے واسا والے کوئی کمیٹی آپ بنائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُس پر فیصلہ آ گیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اُن کی بات سُنیں۔ تاکہ ہمارے لوگ پانی کے لئے ترس رہے ہیں even کہ وہاں وضو کے لئے پانی نہیں ہے علاقوں میں۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں جا کر کے حکومت وہ ٹریکٹرز والوں سے ٹینکی والوں سے مذاکرات کریں اُن کا مسئلہ حل کریں وہ جائز ہیں۔اُن کا مسئلہ حل کر دیں ہماری یہ ریکوئیسٹ ہے حکومت سے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ یقیناً گورنمنٹ نے اُن کو ٹائم دے دیا عدالت نے تو اِس پر جو ہے حکومت بلوچستان ایک اچھا فیصلہ کرے گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب اختر حسین لانگو صاحب رکن صوبائی اسمبلی قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اسپیکر۔مَیں اختر حسین لانگو، رکن اسمبلی بلوچستان صوبائی اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر 225 کے تحت مشترکہ قرارداد نمبر 128 کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ (1)103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟۔ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ قرارداد نمبر 128 پیش کریں۔

میر اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ ہرگاہ کہ بلوچستان کے عوام کے وسائل جو ریکوڈک اور سینڈک کے نام سے پہچانے جاتے ہیں یہ بلوچستان کے عوام کی ملکیت ہے اور اِن کی غربت کے خاتمے میں کلیدی کردار ادا کرنے کے ذرائع ہیں۔اب شنید میں آیا ہے کہ ریکوڈک کے وسائل سے بلوچستان کے عوام کو محروم کرنے کی غیر قانونی اور غیر آئینی اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں۔اور بلوچستان کے عوام اور اِنکے منتخب نمائندوں کے علم میں لائے بغیر بلوچستان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو بدترین ظلم کے مترادف ہے لہٰذا صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ریکوڈک کے بارے میں اصل حقائق سے متعلق اسمبلی میں in-camera

briefing دی جائے مذید برآں اٹھارہویں ترمیم کے بعد ریکوڈک کے بارے میں فیڈرل گورنمنٹ یا بین الاقوامی سطح پر کوئی بھی اقدام اور معاہدہ بلوچستان کے عوام کے بغیر قابل قبول نہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 128 پیش ہوئی

جناب قائم مقام اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر! تھوڑا ہاؤس کو in order کر دیں تاکہ اس اہم issue پر ہم بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک نعیم بازئی صاحب! آپ بہت شور کرتے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اسپیکر! یہ قرارداد ہم نے جولایا ہے ہمارے شنید میں آیا ہے کہ کل ہم نے پریس کانفرنس بھی اس حوالے سے کیا تھا اور متحدہ اپوزیشن کی طرف اپوزیشن لیڈر ملک سکندر ایڈووکیٹ صاحب نے اور ہمارے بلوچستان نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ملک نصیر شاہوانی صاحب نے۔اس حوالے سے جناب والا اسی اسمبلی کے فلور پر بارہا سینڈک اور ریکوڈک کے حوالے سے یہاں پر بہت ساری تحاریک اور قراردادیں بھی منظور ہوئی ہیں اور کمیٹیاں بھی بنی ہیں اور جناب والا صرف سینڈک اور ریکوڈک کے حوالے نہیں بلکہ ہمارے جو خدشات، ہمارے جو تحفظات ہیں وہ یہاں پر آئل اور گیس کمپنیوں سے بھی ہیں۔ اور یہاں پر اٹھارویں ترمیم پر عملدرآمد کر کے یہ تمام وسائل صوبے کے حوالے کیے جاتے ہماری شنید میں یہ آیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ یا مقتدر قوتیں ریکوڈک کے حوالے سے اسلام آباد میں آج ایک اہم میٹنگ ہونے جارہی تھی اس میں ریکوڈک کے حوالے سے کچھ اہم فیصلے کیئے جارہے ہیں اور ریکوڈک کے حوالے سے کوئی اہم شاید دستاویزات سے دستخط کرنے جارہے ہیں لہذا جناب اسپیکر! ہمارا مطالبہ ہے اس ایوان سے اور اس ہاؤس سے یہ بھیجے اور ہمارا وزیراعلیٰ بلوچستان سے بھی ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی ایسے معاہدے پر وہ دستخط نہیں کریں گے۔ جو اٹھارویں ترمیم کی رو کے خلاف ہو اور بلوچستان کے وسائل کے لوٹ مارے کے حوالے سے ہو اس طرح کے معاہدے اور کسی بھی agreement کا وہ حصہ نہیں بنیں گے اور وزیراعلیٰ صاحب کو یہ چاہیے تھا کہ یہاں پہلے ایوان کو اس بارے میں اعتماد میں لیتے اس ایوان کے سامنے وہ تمام چیزیں رکھتے اس معاہدے جو ہونے جارہے ہیں اس کے حوالے سے پہلے سے ایوان کو اعتماد میں لیا جاتا اس ایوان کو in camera briefing دی جاتی بلوچستان کے لوگوں کے سامنے اس کے تمام جو تفصیل ہیں اس agreement کے وہ رکھے جاتے اس طریقے سے اسلام آباد میں خفیہ دروازوں اور بند دروازوں کی پیچھے بلوچستان کے حوالے سے جو بھی معاہدات کیے جائیں گے یا

بلوچستان کے وسائل کے حوالے سے جو بھی معاہدات کیے جائیں گے بلوچستان کے اس ایوان کو جو بلوچستان کے ایک کروڑ 22 لاکھ لوگوں کی نمائندگان یہاں پر بیٹھے ہیں کسی ان کو اور بلوچستان کے عوام کو اعتماد میں لیے بغیر کسی بھی اس طرح کے agreement کو یا کسی بھی اس طرح کے معاہدے کو وہ نہ بلوچستان کے عوام تسلیم کریں گے نہ ہم جو بلوچستان کے ایک کروڑ 22 لاکھ لوگوں کے نمائندگان یہاں پر بیٹھے ہیں نہ ہم اس کو own کریں گے نہ ہم اس کو تسلیم کریں گے۔لہذا وفاقی حکومت اٹھارویں ترمیم پر من وعن عمل کرتے ہوئے بلوچستان کے تمام وسائل ہیں چاہے وہ کاپر اینڈ گولڈ کے حوالے سے ہو چاہے وہ گیس اور پیٹرولیم کے حوالے سے چاہے جو بھی سرزمین کے اوپر ہیں چاہے اس سرزمین کے نیچے پائے جاتے ہیں، اُن تمام وسائل کا اٹھارویں ترمیم کے بعد بلوچستان حکومت اور بلوچستان میں رہنے والے بلوچستان کے عوام ان کے والی وارث ہیں۔اور ان کو اعتماد میں لیئے بغیر اور ان کی consent کے بغیر کسی بھی قسم کی معاہدے کو نہ ہم مانیں گے نہ ہم اس کے پابند ہوں گے۔لہذا اٹھارویں ترمیم کے من وعن ہمارا آج کے قرارداد سے میرا ایک اور مطالبہ بھی ہے کیونکہ اس کا ذکر کے written متن میں نہیں ہے لیکن میرا مطالبہ اس ہاؤس سے بھی اور فیڈل کوررنمنٹ سے بھی ہیں کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد PPL اور OGDCL کو بھی پابند کیا جائے کہ گیس اور پیٹرولیم کے حوالے سے بلوچستان کا جو due share ہیں وہ شیئر ہمیں فوراً دی جائے اور اُس پر میری اِس ایوان سے بھی request ہے کہ اس حوالے سے بھی ایک ایوان کے ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اس مسئلے کو بھی take up کیا جائے اور PPL اور OGDL سے بلوچستان کا due share وہ بھی لیا جائے اور ریکوڈک اور سیندک کے حوالے سے ہمیں فوراً in camera briefing دی جائے سیندک کے حوالے سے یہاں پر ایک کمیٹی بھی اس ایوان میں جناب چیئر کی رولنگ کے مطابق ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ اُس کمیٹی کے ایک دو چار میٹنگیں ہوئی ہیں لیکن اس پر بھی ابھی تک مکمل وہ تفصیل ہیں وہ بھی ہمارے سامنے نہیں آئی ہیں اور اُس کمیٹی کے ابھی تک recommendation بھی وہ final نہیں ہوئی ہیں اور اس recommendation کے finalization تک میں سمجھتا ہوں کہ ریکوڈک کے معاملات کو فوراً اسٹاپ کر کے تاکہ سیندک کے حوالے سے جو recommendation ہیں اس ہاؤس کی جو پارلیمانی کمیٹی ہے وہ آجائے پھر اُسکی روشنی میں، اُن recommendations کی روشنی میں مزید اگر ریکوڈک پر کوئی کام ہوتا ہے یا کوئی agreement یا کوئی کسی کیساتھ معاہدہ کیا جاتا ہے تو اُس recommendation کو اس ہاؤس کی جو پارلیمانی کمیٹی ہیں اس کی recommendation کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ کی جو ہماری وسائل ہیں اُن پر کوئی اگر کسی سے

معاہدہ بھی کیا جاتا ہے تو پہلے اس ہاؤس کی اس کمیٹی کی recommendation کو آنے دیں اور یہ بھی معاہدہ آج سننے میں آ رہا ہے کہ یہ ہوا ہے یا ہونے جارہا ہے اس کو فی الفور منظور کر کے بلوچستان کے لوگوں کو پہلے اعتماد میں لیا جائے اور بلوچستان اسمبلی کے ممبران کو in camera briefing پہلے دی جائے اس کے بعد تاکہ ہم کو پتہ چلے کیونکہ ہمارے وسائل بیچے جارہے ہیں وہ کس پر بیچے جارہے ہیں کس مد میں بیچے جارہے ہیں جن سے ہمارے لوگوں کے مستقبل ہیں ہم بلوچستان کی ترقی اور یہاں کی خوشحالی وابسطہ ہیں، اُن وسائل کو کم سے کم بلوچستان کے لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے بہت شکریہ جناب اسپیکر!۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔جی ملک صاحب! کو فلور ملا ہے۔جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ اپوزیشن نے جولائی 2018ء کے انتخابات کے بعد اس فلور پر ہمیشہ بلوچستان کے حقوق کی بات کی ہے۔بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بات کی ہے۔ اور جہاں کہیں بلوچستان کے عوام کے حقوق پر کوئی ڈاکہ پڑتا ہے یا اُسکو نقصان پہنچتا ہے تو متحدہ اپوزیشن اُس کی دفاع کے لیے بھی میدان میں ہوتی ہے۔اور اُس کے لیے آواز بھی بلند کرتی ہے۔ موجودہ جو قرارداد ہے اُس کی میں پرزور اور بھرپور حمایت کرتا ہوں۔اس لیے کہ یہ بلوچستان میں معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، یہ ریکوڈک اور سیندک کے منصوبے۔اور اس سے بلوچستان کے عوام کو ترقی میں مدد ملتی ہے۔لیکن unfortunately اگر کوئی ایسا step اٹھایا جاتا ہے بلوچستان کے عوام کے علم میں لائے بغیر یہاں جو تشریف فرما ایم پی ایز ہیں، خواہ اُس کے طرف کے ہیں یا اِس طرف کے ہیں، یہ بلوچستان کے عوام کی ترجمان ہیں۔اگر بلوچستان کے عوام کو اپنے اُن منتخب نمائندوں کے ذریعے۔اِن منصوبوں کے بارے میں پتہ نہیں چلتا اور اس کا سودا کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بے انصافی کے علاوہ یہ ظلم عظیم بھی ہوگا اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے وسائل سے متعلق بلوچستان کی ترقی کے لیے جو بھی اللہ پاک نے بلوچستان کو نوازا ہے، وہ بلوچستان پر خرچ ہونا چاہیے ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ سی پیک سے پہلے۔سب سے پہلے گوادر کے لوگوں کو فائدہ ملنا چاہیے، پھر بلوچستان اور پھر یہ سارا ملک ہمارا ہے۔ اِس سارے ملک کو یہ فائدہ ملنا چاہیے۔ اسی طرح ریکوڈک یا سیندک یہ ایسے منصوبے ہیں جس سے بلوچستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکتا ہے۔بلوچستان کے عوام کو خوشحالی مل سکتی ہے لیکن بلوچستان کے عوام کی رضامندی کے بغیر اگر اس کا فیصلہ ہوتا ہے تو یہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ اِسی طرح ہمارے گزارش ہے جو سیندک پر کمیٹی بنی ہے پالیمان کی جناب اسپیکر صاحب! آپ کی منظوری سے آپ کے رولنگ کے تحت اب تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ سیندک پر کمیٹی کی رپورٹ ہمارے سامنے ہوتی

اور ہمیں پتہ چلتا کہ سیندک میں کیا کیا نقصانات ہیں جس سے آگے پیشرفت نہیں ہورہی ہے یا اُس کے وسائل کی کیا صورتحال ہے۔ تو اسلئے ہم یہ کہتے ہیں اٹھارویں ترمیم کے بعد صورت حال بالکل مختلف ہے تو میری گزارش یہ ہوگی کہ اٹھارویں ترمیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بلوچستان میں آئندہ جب بھی کوئی ایگریمنٹ ہوتا ہے کوئی معاہدہ ہوتا ہے چاہیے فیڈرل لیول پر ہوتا ہے چاہے انٹرنیشنل لیول پر ہوتا ہے تو بلوچستان کے عوام اپنے منتخب نمائندوں کے زریعے اُس میں ہونے چاہیے ان کی representation ہونی چاہیے اور اُن کے رضامندی ہونی چاہیے۔ میری گزارش ہوگی کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب

جناب قائم مقام اسپیکر: جی آپ بات کریں یونس صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب! اختر حسین لانگو صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ قرارداد بلوچستان کے لئے ایک اہم قرارداد ہے۔ کیونکہ شنید میں آیا ہے کہ آج یا کل میں اسلام آباد میں بلوچستان کو بیچنے کیلئے ایک معاہدہ کیا جارہا ہے جس میں ہم سب اور آپ اگر ہماری ریکوڈک کو ہمارے سیندک کو یا بولان مائننگ ہو، اگر ان کو اسی طرح وفاقی گورنمنٹ وہاں پر بیچ کر ہمیں پتہ نہ چلے تو میرے خیال میں یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! کہ ریکوڈک پر معاہدہ ہونے جارہا ہے اس معاہدہ کو منسوخ کیا جائے اور اس کو اس ایوان میں لایا جائے تاکہ تمام ممبران کو پتہ چلے بلوچستان کو۔ اگر ہم نمائندوں کو پتہ نہیں ہے تو بلوچستان کے لوگوں کو کیا پتہ ہوگا کہ بلوچستان کو کہاں اور کون کتنے میں بیچ رہا ہے۔ اِس ایوان میں اس کو لے کر آئے اور اس ایوان کو بتایا جائے ان کیمرہ بریفنگ دی جائے اور اس کے بعد اگر بلوچستان کے مفاد میں کوئی چیز ہے اگر بلوچستان کے مفاد میں اس کو معاہدہ کرنا اگر بلوچستان کے مفاد میں ہیں تو ہم سب اُس پر دستخط کر کے بلوچستان کے مفاد میں اس کو آگے لے جائیں گے۔ لیکن جس طرح چوری چھپے بلوچستان کو بیچ رہے ہیں اسی طرح سیندک کو بیچ دیا ہے آج تک سیندک کیلئے ہم رو رہے ہیں کہ جی سیندک ہم سے گیا، ریکوڈک کو بھی اسی طرح بیچ رہے ہیں۔ بولان مائننگ جو 1970ء میں ایک معاہدہ کیا گیا تھا پی پی ایل سے کہ بولان مائننگ پر یہاں پر 20 سال کیلئے `21 سال کیلئے اُن سے معاہدہ کیا گئی 21 سال اِسی طرح اُسکے بعد گزر گئے لیکن آج تک خضدار کے لوگوں کو ان سے کچھ نہیں مل رہا ہے اسی طرح ہمیں خدشہ ہے کہ ریکوڈک بھی میرے خیال میں یہ بیچ کر کہیں اور دے دینگے اور بلوچستان اسی طرح ہمیں نہ پینے کیلئے پانی ہے نہ ہمارے لئے علاج ہے، نہ ہمارے لئے سکول ہے اور نہ ہمارے پاس گیس ہے اور نہ ہمارے پاس بجلی ہے۔ اور ہمارے جتنے بھی sources ہیں وہ ان کو بیچ

کے یہاں سے کہیں اور لے جائینگے ۔خدارا ہم آپ سے گزارش یہ کرتے ہیں کہ آپ رولنگ دے دیں کہ اس معاہدے کو یہاں اسمبلی میں لے کرلائیں اور بلوچستان کے لوگوں کو بتایا جائے اور یہاں اُن کو بریفنگ دی جائے اُس کے بعد جو بلوچستان کے مفاد میں ہوگا انشاءاللہ وتعالیٰ ہم کرلیں گے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! آج جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے کہ ہمارے صوبے کا جس میں بہت ساری قدرتی معدنیات سونا،تانبا،کوئلہ، پٹرول،گیس، یہ سب کچھ موجود ہیں۔1950ء کی دہائی میں سوئی سے گیس نکلنا شروع ہوئی اور ملک کے کونے کونے تک گیس پہنچادی گئی اور کوئٹہ میں 80ء کی دہائی میں پہلی مرتبہ گیس کی پائپ لائن بچھائی گئی کوئٹہ شہر کے لئے صرف۔اور وہ جتنے بھی ہماری گیس کے ذخائر تھے بالخصوص سوئی کے،وہ اب ختم ہونے کو جارہے ہیں لیکن اس سے ہمیں کتنا فائدہ ہوا ہے۔اس مد میں ہمارا کتنا حصہ تھا کتنا ملا۔یقیناً جناب اسپیکر!اس کی تاریخ بہت تلخ ہے۔اس کے علاوہ جناب اسپیکر! سیندک کا معاملہ اُٹھا کر دیکھیں اور آج ریکوڈک پر جو MoU sign ہونے جارہاہے کیا یہ قانون کے مطابق ہورہاہے کیا یہ آئین پاکستان کے مطابق ہورہا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ آئین کی خلاف ورزی ہے جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کی اہم معدنیات کوکوڑیوں کے دام کسی پرائیویٹ فرم پر بیچا جارہاہے اور یہ جو معاہدہ ابھی آج ہونے جارہاہے ابھی ہوا ہے یا ہوگا یا کل ہوگا اُس کو مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا ہے۔یہ معاہدہ تیار ہوا گزشتہ حکومت کے دَور میں تمام معاملات طے کئے گئے اور آج شاید بندوق کی نوک پر اس معاہدے کو کرایا جارہاہے۔جناب اسپیکر! یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔اگر آپ آئین کے آرٹیکل کو ملاحظہ فرمائیں ایک (3)172 اگر آپ پڑھ لیں اور اس کے علاوہ آپ 171 کا نمبر1 آرٹیکل پڑھیں۔یہ دونوں آرٹیکل اس سے متعلق ہیں کہ صوبے کی جائیداد پر اُس کی تمام مائنز پر اُن کے تمام وسائل پر پہلا حق صوبے کو جاتا ہے۔لیکن آج اِس 172 (الف) آرٹیکل کی اور (3)172 اور (1)173 کی آج صریحاً خلاف ورزی ہورہی ہے۔جناب اسپیکر! اس کے علاوہ آپ آئین پاکستان کا آرٹیکل 158 اگر ملاحظہ فرمائیں اُس میں بھی نیچرل گیس کی بات کی گئی ہے۔اور اُس میں کہا گیا ہے کہ جس صوبے میں قدرتی گیس کا کوئی سرچشمہ واقع ہوا ُسے اس سرچشمہ سے ضروریات پوری کرنے کے سلسلے میں ان پابندیوں اور ذمہ داریوں کے تابع۔اور اسی طرح اگلے میں جاکے آپ دیکھ لیں، ہر آرٹیکل اس بات کی گارنٹی دیتی ہے۔اٹھارہویں ترمیم کے بعد کہ جو بھی وسائل ہوں گے جو بھی معدنیات ہوں گی وہ صوبے کی ملکیت ہونگی اُس ملکیت کو آپ نے اس صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں لینا ہے۔آپ نے وہ تمام معاہدات جو ہوئے ہیں اِس اسمبلی

نے پہلے یہاں کمیٹی بھی بنائی ہے۔لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج جو معاہدہ ہونے کو جارہا ہے اِس کی تیاری میں یقیناً پانچ، چھ مہینے لگے ہوں گے۔ یہ کیوں اس طرح ہوا؟ کیا یہاں کوئی حکومت تو تھی اس وقت اس نے تمام معاملات طے کرکے آج ریکوڈک کوکسی اور کے حوالے کیا جارہا ہے۔اور یہ بھی صوبائی اسمبلی کو پتہ نہیں ہے کہ اس میں صوبے کے کتنے شیئرز ہوں گے؟ آگے جا کر کے اسکی ملکیت کا اصل مالک کون ہوگا؟ اور آنے والے وقت میں صوبے کو کتنا شیئر ملے گا؟ یہ معاہدہ خفیہ رکھا گیا ہے۔تو یہ قرارداد جو ہم لائے ہیں اپوزیشن کی طرف سے جناب اسپیکر! اسمیں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ یہ ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش ہے لہٰذا آج کی اسمبلی کے توسط سے اِس مقدس ایوان کے توسط سے آپ ایک کسٹوڈین کی حیثیت سے، آپ فوراً سے پیشتر اس قرارداد کو آپ اسلام آباد کے ایوانوں تک پہنچائیں۔ اِسے ایک آئینی قرارداد کے طور پر کریں جناب اسپیکر! تاکہ یہ جو معاہدہ ہورہا ہے جسے اس صوبائی اسمبلی کو خفیہ اس کو بائی پاس کیا گیا ہے تو یہ یقیناً آنے والے وقتوں میں یہ ایک ایسا طوفان برپا ہوگا، ایک ایسی صورتحال پیدا ہوگی جس سے ہمارے عوام کو کروڑوں نہیں اربوں نہیں کھربوں روپے کا اِس صوبے کے عوام کو نقصان ہوگا، لہٰذا میں request کروں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کہ اِس قرارداد کو ایک آئینی قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے۔اور اِس کو وفاق تک آج ہی پہنچایا جائے تاکہ جو معاملات اسلام آباد میں آج ہورہے ہیں، اُن کو روکا جائے۔ Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زابدعلی ریکی بات کرلیں اُس نے کافی وقت پہلے سے اپنا نام بھجوایا ہے۔

جناب زابدعلی ریکی: Thank you اسپیکر صاحب۔ اسپیکر صاحب! بالکل یہ جو قرارداد ہمارے دوست اختر لانگو لائے ہیں ریکوڈک کے بارے میں، اُس میں ہمارے یونس زہری اور باقی دوست بھی تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! ریکوڈک ڈسٹرکٹ چاغی میں آتا ہے، اُس میں ہمارے عارف محمد حسنی صاحب بھی بیٹھے ہیں اِس پر وہ بھی بات کریں گے۔ یہ جو ریکوڈک کے معاملات ہیں اس میں بلوچستان کو بالکل بائی پاس کیا ہوا ہے۔ یہ اٹھارہویں ترمیم میں بھی ہے بلوچستان جانے، اُس کے ساحل وسائل جو بھی ہیں ابھی بدقسمتی سے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کو بالکل نظر انداز کیا ہے یا آج ہے یا کل ہے ہمیں اِس ایوان سے، اِس اسمبلی سے یہ قرارداد پاس کرنی ہے کہ وفاق سے کہیں کہ ہم بالکل اس کو نہیں مانیں گے جب تک ہمیں پتہ نہیں چلے ہمارے

وسائل کو کس کو دے رہے ہیں؟ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے سی ایم صاحب گئے ہیں قدوس صاحب ہمیں پرزور امید ہے انشاءاللہ سی ایم صاحب مخلص بندہ ہیں، لیڈر ہیں، نوجوان ہیں انشاءاللہ وہ بلوچستان کے اوپر انشاءاللہ سر قلم کریں گے بلوچستان کے وسائل کو نہیں دیں گے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! آپ کو اِس قرارداد کو ایسی شکل میں لائیں کہ پورے اسلام آباد میں اسکی آواز جائے۔ اِس کو جو پچھلی گورنمنٹ نے کیا ہوا ہمارے سابقہ سی ایم جام صاحب بیٹھے ہیں اِس کے بارے میں یہ بھی بتادیں ہمیں کہ یہ کیوں ہوا اسکی وجہ کیا ہے؟ اس گورنمنٹ کو بنی ایک مہینہ ہوتا ہے۔ تو اس کو کس حوالے سے کس کے کہنے پر جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زاہد علی ریکی صاحب۔

جناب میر زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب باقی ڈسٹرکٹ واشک میں او جی ڈی سی ایل کے مختلف کام ہو رہے ہیں اس کو بھی ہمارے حلقوں میں کسی کو اعتماد میں نہیں لے رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے وہاں کام کس حوالے سے ہو رہے ہیں؟ ہماری ڈسٹرکٹ میں چاہے واشک ہے ماشکیل میں او جی ڈی سی آرہی ہے وہاں کام کر کے آٹھ آٹھ مہینے ایک ایک سال ہو کے واپس چلے جاتے ہیں۔ وہاں کے لوکل بندوں کو، وہاں کے جتنے بندے ہیں سب کو نظر انداز کر رہے ہیں یہ حال ہے جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کا، چاہے ریکوڈک ہو چاہے ڈسٹرکٹ چاغی ہو چاہے واشک ہو چاہے بیلہ ہو چاہے جدھر بھی ہو جناب اسپیکر صاحب! اس کے لئے ایسی قرارداد لائیں کہ ہم بالکل قطعاً نہیں مانتے ہیں وفاقی گورنمنٹ ہمارے اوپر ظلم کرے، ہم اِسکے لئے بالکل جو قربانی ہو ہم انشاءاللہ بلوچستان کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔ Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زاہد علی ریکی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یقیناً قرارداد کی ہم پرزور حمایت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بات کرتے ہیں کہ جناب اسپیکر! اِس ملک میں وسائل کا جھگڑا اِس ملک کے صوبوں کے اپنے وسائل پر اختیارات کا مسئلہ ہمیں آج سے نہیں بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ یہ 47ء سے درپیش ہے۔ یہی وہ جھگڑا تھا کہ جب اس ملک میں صوبائی خودمختاری کی بات کی جاتی تھی اُس وقت اس کو ایک لحاظ سے غداری تصور کیا جا رہا تھا۔ بلکہ کچھ زور آور تو یہاں تک بھی کہہ جاتے تھے کہ جب خان عبدالولی خان اس ملک میں صوبوں کو اپنے وسائل پر اختیار دینے کی بات کرتے تھے اور صوبائی خودمختاری کے ذریعے سے قانون سازی کی بات کرتے تھے تو کوئی اِسے شیخ مجیب کے چھ نکات سے جوڑتے تھے، کوئی اِسے خدانخواستہ اِس ملک کے وجود کو خطرہ لاحق کیئے جانے کا کہتے تھے۔ تو آج

ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس جدید دنیا میں جو ایک ایک چیز واضح ہو کر ہمارے سامنے آرہی ہے کہ ہمارے وسائل کیسے ہم سے چھینے جارہے ہیں۔آپ کا بلوچستان اگر مَیں یہ کہوں کہ آپ کے پاکستان کا اِس خطے میں اگر اہمیت ہے تو اہمیت میں 60% سے 70% اہمیت بلوچستان کے وسائل سے ہے۔آپ کے گوادر سے ہے۔آپ کے سینڈک سے ہے۔آپ کے کوئلے سے ہے۔آپ کے اُن ذخائر سے ہے کہ جس کی بدولت آپ اس ریجن میں اس ملک میں ایک بہت بڑی خوشحالی اپنی عوام کو دے سکتے ہیں۔مَیں ایک بات کہوں پتہ نہیں کیوں اِس قرارداد کو دیکھتے ہوئے کہ خدانخواستہ یہ جو ایک مہینہ پہلے ڈیڑھ، بلوچستان میں جو کچھ ہوا تبدیلی آئی وہ تو اس کام کے لئے تو نہیں آئی خدانخواستہ یہ جو ریکوڈک پر کچھ ہونے جارہا ہے یہ سارا اور سب کچھ جو کھیل کھیلا گیا یہ اس کے لئے تو نہیں تھا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے نئے سی ایم صاحب بلوچستان کے فرزند ہیں کم از کم اقتدار کے لئے سی ایم شپ کے لئے بلوچستان کے عوام کے ساتھ جو ایک بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہونے جارہی ہے اس کو روکنے کے لئے وہ اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے اور یقیناً یہ حق اِس اسمبلی کا ہے جناب اسپیکر! اِس اسمبلی کے توسط سے اِس صوبے کے وسائل پر جو بھی پیغام وفاق کو جاتا ہے تو کم از کم وفاق اُس پیغام کو مدنظر رکھ کر کے فیصلے کرے یہ نہ ہو کہ بلوچستان اور بلوچستان کے عوام جو already ایک دوسرے رُخ پر جارہے ہیں لوگ محسوس کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے موجودہ حالات نہ بلوچستان کے حق میں ہیں اور نہ ہی پاکستان کے حق میں ہیں۔وہ آواز جو جوانوں کی طرف سے اُٹھ رہی ہے، وہ آواز جو ہمارے بزرگوں کی آواز تھی، آج وہ آواز ہماری بہنوں کی آواز بن چکی ہے۔جس طرح مَیں نے پہلے point of order پر کہا کہ آپ کے گوادر میں کل جو مظاہرہ جو قوت ہماری خواتین کی ہم نے دیکھی اگر خدانخواستہ ہمارے جوانوں کے ساتھ ہمارے بزرگوں کے ساتھ ہماری خواتین بھی کل روڈوں پر نکل آئیں اور اپنے احتجاج کو وہ رنگ بخشیں جو احتجاج اِس وقت پورے ملک میں بالخصوص بلوچستان میں اور پشتونخواہ میں ہمارے جوانوں نے اپنایا ہے تو کوئی ہمیں بتادے کہ اِس کا حل پھر کیا ہوگا۔اور خدانخواستہ اگر کل ہماری کسی بہن کے دوپٹے پر آنچ آئے گی تو یہاں اس صوبے کے مردوں کا پھر reaction کیا ہوگا۔تو یہی وہ صورتحال ہے گوادر کو seal کیا جارہا ہے، چمن کے حالات کو کچھ اور طرف لے جارہے ہیں جہاں بھی کاروبار کے وسائل کے تھوڑی بہت آمدن کے آثار اِس صوبے میں دکھائی دے رہے ہیں وہاں کوئی نہ کوئی کھیل کھیلا جارہا ہے، تو یقیناً جناب اسپیکر! ہم وفاق کو خبردار کرتے ہیں کہ آپ کو اِس طرح کے ہر قسم کے اقدامات اُٹھانے سے پہلے بلوچستان حکومت اور بلوچستان کے عوام سے ضرور پوچھنا چاہیے۔اور مَیں اُمید کرتا ہوں ساتھ ہی کہ ہمارے نئے سی ایم صاحب خاص کر اِس معاملے پر وہ stand لیں گے جو بلوچستان کے

عوام کی توقعات ہیں۔ جو بلوچستان کے عوام کا حق ہے اور ہم عوامی نیشنل پارٹی اِس قرارداد کی پُرزور حمایت کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسا کوئی فیصلہ وفاق کی سطح پر سامنے نہیں آنا چاہیے جو بلوچستان کے عوام اور بلوچستان کی اسمبلی کو قبول نہ ہو۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جو قرارداد ہمارے اپوزیشن ساتھیوں نے اختر حسین لانگو صاحب نے اور میر یونس عزیز زہری صاحب نے پیش کی انتہائی اہمیت کی حامل ہے، جناب اسپیکر صاحب! اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کے پاس یہ اختیار ہے کہ اپنے ساحل وسائل اپنی معدنیات کے وہ خود فیصلے کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! الیکشن کے بعد جب اسمبلی کا پہلا سیشن ہوا غالباً اُس میں ایک کمیٹی بنائی گئی جو ممبران پر مشتمل تھی۔ اور اُس میں یہ سیندک کے حوالے سے تھی کہ یہ سیندک جا کر وہاں کا visit کریں گے جو project ہے اور جو ایگریمنٹ ہے اُس کو revisit کریں گے اُس کی معلومات لیں گے اور اُس کے بعد اُس کو ہاؤس میں لے جائیں گے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! ساڑھے تین سال گزرنے کے بعد کوئی بھی ممبر نہ وہاں پر گیا نہ اُس کو بریف کیا گیا ہے نہ اُس کو بتایا گیا ہے کہ کس قسم کے معاہدات طے پائے ہیں تو یہ ہماری ناکامی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب ریکوڈیک کے حوالے سے بات کی جا رہی ہے یقیناً جتنی بھی بلوچستان کی معدنیات ہیں سیندک ہے یا ساحلی پٹی ہے جو بھی تمام تر ساحل وسائل ہیں بلوچستان کے، اگر یہ ساحل ووسائل اور معدنیات وغیرہ بلوچستان گورنمنٹ کی صوابدید پر اگر خرچ ہوتے تو یقیناً آج بلوچستان کا بچہ بچہ روزگار پر ہوتا۔ آج بے روزگاری کا جو عمل ہے وہ ختم ہوتا جو ترقی ہوتی وہ تیز ہوتی، ایجوکیشن میں، ہیلتھ میں، ہر سیکٹر میں تقریباً جناب اسپیکر صاحب! اگر آگے نہ ہوتے تو اُن کے برابر ہوتے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! بدقسمتی یہ ہے ریکوڈیک کے حوالے سے بات کی جا رہی ہے یہ ریکوڈیک اگر کسی کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے وہ معاہدہ صوبائی گورنمنٹ کے علاوہ کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے۔ یعنی صوبائی گورنمنٹ اِس چیز سے آگاہ ہے اگر ریکوڈک کے حوالے سے کوئی معاہدہ ہوتا ہے اگر وفاقی گورنمنٹ کوئی معاہدہ کرتی ہے تو لازماً وہ صوبائی گورنمنٹ کو onboard لیتی ہے اور صوبائی گورنمنٹ کے علاوہ یہ معاہدہ ہوتا نہیں ہے۔ ہمارے اگر ممبرز صاحبان ہیں یقیناً ہمارے لیے محترم ہیں ہمارے لیئے قدرمن ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ میں وہ اُن کے coalition partner تھے اُنہوں نے ابھی ایک بات کی کہ یہاں پر ہاؤس میں اُنہوں نے ایک بات رکھی اُنہوں نے یہ کہا کہ جی اعتماد میں ہمیں نہیں لیا گیا

ہے اور ہمیں نہیں پتہ کہ ایگریمنٹ کس نے کیئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے اُسے چاہیے کہ وہ ہر چیز پر نظر رکھیں۔ بلوچستان گورنمنٹ کے علاوہ وفاقی گورنمنٹ direct کسی کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ طے نہیں کرسکتی جب تک اُس میں بلوچستان گورنمنٹ کا عمل دخل نہ ہو۔تو جناب اسپیکر صاحب! یہ جو ریکوڈیک کا معاملہ ہے یہ 90% طے ہو چکا ہے۔کیا اِس ساڑھے تین سالوں میں previous گورنمنٹ نے وہ معاہدہ کیا ہاؤس کے سامنے رکھا یا جو بھی اُس کے خدوخال ہیں وہ کیا ہاؤس کے سامنے رکھے یا جو بھی ایگریمنٹس ہونے تھے یا ہورہے ہیں یا ہونے والے ہیں اُس سے ہاؤس کو آگاہ کیا گیا۔جناب اسپیکر صاحب! یہ تو خود آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں اور اُس کے بعد آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جی ہمیں علم نہیں تھا کیسے کوئی علم نہیں ہوسکتا آپ کو؟ یعنی آپ یہاں صوبائی گورنمنٹ کی سطح پر امریکہ میں میٹنگ ہوئی ہے اور یہ صوبائی ممبران اور یہاں previous گورنمنٹ شامل تھی۔کیا اُس میں اِن کی رضا نہیں تھی۔کیا اُس میٹنگ کے حوالے سے اِس ہاؤس کو اعتماد میں لیا گیا۔جناب اسپیکر صاحب! ابھی یہ کہنا کہ ہمارے علم میں نہیں ہے ہم لاعلم ہیں بھئی صوبائی گورنمنٹ کے علاوہ وفاقی حکومت کیا کرسکتی ہے آپ نے پہلے سیشن میں جو آپ نے کمیٹی بنائی تھی سیندک کے حوالے سے کیا اُس پر کوئی میٹنگ ہوئی کیا اُس پر کوئی visit ہوا سیندک کا،کیا اِس کے خدوخال سے عوام کو آگاہ کیا، ہاؤس کو آگاہ کیا۔نہیں آگاہ کیا۔جناب اسپیکر صاحب یقیناً یہ قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے جیسے ساتھیوں نے کہا کہ اِس کو فی الفور منظور کروا کر وفاقی حکومت کو دینا چاہیے۔جناب اسپیکر صاحب۔اب اٹھارہویں ترمیم کے بعد تمام ساحل وسائل معدنیات یہ صوبائی حکومت کے under میں آگئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ابھی تو وفاقی حکومت ہماری جو ساحلی پٹی ہے سمندر کے ساتھ ساتھ اُس پر نظر جمائے ہوئی ہے۔ریکوڈیک ہمارے پاس ہے سیندک ہمارے پاس ہے گوادر ہمارے پاس ہے،ساحل پٹی ہمارے پاس ہے سب سے زیادہ بیروزگار بھی ہمارے لوگ ہیں،طریقہ جو عمل ہے وہ کمزور ہے تمام صوبوں سے ہمارا۔ہم ہیلتھ میں پیچھے ہیں، ایجوکیشن میں ہم پیچھے ہیں زراعت میں ہم پیچھے ہیں، جناب اسپیکر صاحب! اِس پر ہمیں اور سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے اور اِس قرارداد کو انتہائی ایک خاص angle سے دیکھا جائے اور اِس کو فی الفور منظور کروا کر اسلام آباد بھیجا جائے تاکہ جو بھی اِس قرارداد میں یا ریکوڈیک کے حوالے سے جو بھی terms and conditions ہیں پہلے ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے ممبران کو اعتماد میں لیا جائے، اُس کے بعد جو ہو اُس پر عمل کیا جائے۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔شکریہ جناب اسپیکر۔ بالکل جناب اسپیکر! اِس قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں اور بلوچستان کی مجموعی صورتحال کو دیکھا جائے جناب اسپیکر، یہ قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ یہ قرارداد جو دوستوں نے پیش کی متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ہمارے دوستوں نے اختر حسین لانگو اور میر یونس کی طرف ہم اپنی پارٹی کی طرف سے ہم اِس کی مکمل حمایت کرتے ہیں، کیونکہ یہ ایسی قرارداد ہے جناب اسپیکر! جو ہماری نسلوں کو یا آنے والے ہماری جتنی بھی معدنیات ہیں اُن سب پر گورنمنٹ کی نظر ہے۔ یہاں کی ساحل ہو یا وسائل ہوں یا ہمارے آئل ہوں یا گیس ہو یا ہماری ریکوڈیک ہو سیندک کا حال آپ نے دیکھا جناب اسپیکر۔تو یہ قرارداد جیسے دوستوں نے اِس پر روشنی ڈالی جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو گزشتہ گورنمنٹ نے بنائی تھی چونکہ اِس گورنمنٹ کے گلے میں ابھی پڑ گئی ہے تو اِس قرارداد کے خدوخال میرے خیال جام صاحب ابھی بیٹھے ہیں وہ اُنہوں نے ہی بنائی تھی اور آج اِس مایوسی کی حالت میں ہم اِسے یہاں پر جو قرارداد ہم لا رہے ہیں کہ یہ وفاق بلوچستان کے ساتھ جتنے بھی وسائل ہیں اُن سب پر نظر ہے، جو ہمارے ساحل کی حالت ہے، جو وسائل ہیں جو پورے گوادر سے لے کر ہمارے حب چوکی تک یا گڈانی تک جتنی بھی ہماری ساحلی پٹی ہے اُن سب کو وفاق اپنے قبضے میں لے رہا ہے جناب اسپیکر۔تو یہ بھی اُسی طرح کا ایک matter ہے جو ہمارے صوبے کے لیے یا ہماری آنے والی نسلوں کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔تو مَیں اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور اسی اُمید سے کہ اِسے ایوان بالا تک آپ کے توسط سے اِس ایوان کے توسط سے بھاری اکثریت سے منظور کر کے مشترکہ اس کو پورے ہاؤس کی طرف سے متفقہ اس کو منظور کر کے آگے بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نوابزادہ گہرام بگٹی صاحب۔

نوابزادہ میر گہرام خان بگٹی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ برائے محکمہ محنت و انفرادی قوت): بہت شکریہ جی اسپیکر صاحب! اسپیکر صاحب! مَیں جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے یہ قرارداد جو پیش کی گئی ہے اِس کی حمایت کرتا ہوں اور ایک قصہ for کہانی، کہانی نہیں ہے حقیقت بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ خُدانخواستہ یہ ویسا نہ ہو جیسے ہمارے ساتھ ڈیرہ بگٹی میں ہوا ہے۔ابھی زہری صاحب نے کہا کہ جی 80s کے اندر گیس آئی کوئٹہ، 1952ء میں سب سے پہلے گیس وہاں سے برآمد ہوئی تھی اور پورے پاکستان کو مل رہی تھی آج 2021ء چل رہا ہے ڈیرہ بگٹی کے لوگ اور سوئی کے لوگ گیس سے پھر بھی آج دن تک محروم ہیں۔خُدانخواستہ یہی چیز یہاں نہ ہو جائے کہ جو اللہ تعالیٰ نے بلوچستان کو ساحل و وسائل جو ہمارا حق ہے ہمارے یہاں کی رہنے والی قوم کا حق ہے ہمارے بچوں

کا مستقبل ہے اُس کا سودا الگ طریقے سے نہیں ہو جائے۔ اِس وجہ سے ہم بھی چاہتے ہیں کہ جو بھی معاہدے ہوں وہ پہلے بلوچستان اسمبلی کے اندر یہاں ہمارے سامنے رکھے جائیں کیونکہ ہم عوامی نمائندے ہیں، ووٹ لیکر آئے ہیں۔ اور ہمیں کل جا کر یہی بات اپنی قوم کے سامنے اپنے بلوچستان کے بھائی اور بہنوں کے سامنے رکھنا ہوگی۔ تو اِس وجہ سے مَیں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ بگٹی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم شکیلہ نوید صاحبہ۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: شکریہ۔ جناب اسپیکر! جیسے day one سے ہی مَیں نے ریکوڈک کو، چاہے سینڈک ہو، Taqian ہو، اِس کو day robbery کا نام دیا ہے۔ اُس کی وجہ یہی ہے کہ نہ وہاں کوئی refinery ہے، نہ وہاں کے لوکل لوگوں کو کوئی روزگار کے مواقع دئے جاتے ہیں، جو سونا ایک پتھر کی شکل میں وہاں سے لیجایا جاتا ہے بھجوایا جاتا ہے اُس میں سے کتنا سونا نکالتے ہیں، کتنا چاندی نکالتے ہیں، جو اُس میں سے یعنی باقی چیزیں نکالتے ہیں آج تک میرا خیال ہے ہمارے پاس کوئی record اِس کا نہیں ہے۔ تو بالکل اگر document کو یہاں اِس ایوان سے کیونکہ after 18th Amendment یہ جتنے بھی ساحل ہیں، وسائل ہیں، یہ ہمارے ہی ہیں، یہ بلوچستان کے، بلوچستان کے لوگوں کے ہیں اگر اِن کی کوئی MoU sign ہوتی ہے وہ کہیں اور جاتے federal level پر ہوتے ہیں تو میرا خیال ہے اگر جیسے گوادر کا protest کا کہ خواتین جس طرح نکلی ہیں اور جس طرف بلوچستان کے لوگ جا رہے ہیں تو اُس دن کیلئے ہمیں ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ سارا بلوچستان اپنے حق و حقوق کیلئے ہم سب ابھی بھی نکلیں ہیں بعد میں نکلیں گے اور بڑی تعداد میں نکلیں گے۔ تو لہٰذا یہ MoU ہونا جا رہا ہے اِس کو فی الفور stop کیا جائے اِس کو باقاعدہ اِس ایوان اِس اسمبلی کا document بنایا جائے سب کے سامنے اِس کے جو بھی خدوخال ہیں اُس کے اوپر بات کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم شکیلہ نوید صاحبہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی مُکھی شام لال۔

جناب مُکھی شام لال: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مَیں ریکوڈک اِس کے مسئلے پر مکمل اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ یہ بدقسمتی ہے ہمارے بلوچستان کے ساتھ کہ ہمارے معاہدے جو جا کے اِسلام آباد میں ہوتے ہیں۔ نہ یہاں کے ہماری اسمبلی کو پتہ ہے نہ ممبران کو پتہ ہے۔ پتہ نہیں جس طرح یہ ایک system ہے جس کا

کوئی پتہ نہیں پڑتا ہے یا بعد میں پڑتا ہے کہ یہ بھی یہ ساری چیزیں بِک گئی ہیں۔عوام کا right ہے بلوچستان کے غریب عوام ہیں یہی چیزیں جو ہیں معدنیات ہیں ہمارے جس کو مطلب وفاق اپنے طور پر چلا رہا ہے یہ بڑی زیادتی ہے۔اور اِنشاء اللہ ہم کسی صورت میں اِن معاہدوں کو قبول نہیں کریں گے بلوچستان کے عوام لہٰذا اِس قرارداد کو اِس اسمبلی کی property بنائی جائے اور مکمل اِس کی حمایت کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں بلوچستان کے عوام کو کہ کسی بھی حالت میں جو کچھ بھی ہوگا ہم اِسکے خلاف پرزور احتجاج کریں گے جس کا ہم حق رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مکھی شام لال۔House کی property یہ بن چکی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی سیّد عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔جناب اسپیکر! برادر محترم اختر حُسین لانگو صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے مَیں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اِسے بھرپور طریقے سے support کرتا ہوں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔اور یہ بات اِنتہائی وضاحت کے سامنے ، اِس Honourable House کے توسط سے وفاق کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے معدنی وسائل یہ بلوچستان اور فرزندان بلوچستان کے حقوق ہیں اور اگر کوئی شخص یہ تصور کرتا ہے کہ بلوچستان کے ساحل وسائل پر ڈاکہ ڈال کر اُس کو لوٹا جائے تو بلوچستان کے غیور عوام اِس بات کی اِجازت کسی صورت میں نہیں دے سکتے۔ ریکوڈک کا مسئلہ ہو یا سیندک کا یہ اِتنے اہم مسائل ہیں یہ اِتنے اہم وسائل ہیں کہ جس پر بلوچستان کا کوئی فرد آنکھیں بند نہیں کرسکتا۔بلوچستان کے وسائل اُنکو سنبھالنا اُنکی حفاظت کرنا اِس سے ہم اپنا ملّی فریضہ سمجھتے ہیں اور اِنشاءاللہ وعزیز بلوچستان کے ایک فرزند کے حیثیت سے مَیں اور میری جماعت اور اِس اسمبلی کا ہر رکن اپنی جان پر کھیل کر اِن سائل وسائل کا اِنشاء اللہ حفاظت کریں گے۔جناب اسپیکر! وہ دور گزر چکا وہ دور ختم ہوگیا، جب بلوچستان کے عوام کو اندھیرے میں رکھ کر اُنکے حقوق کو پامال کیا جاتا۔اُنکے حقوق کو پاؤں تلے روندھا جاتا ہے۔ مَیں اِس Honourable House کے توسط سے اُن تمام قوتوں کو جو چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے وسائل اور معدنی وسائل کا خاص کر اِس انداز میں استعمال کیا جائے کہ جس سے بدنیتی کی بو آئے، کہ جس سے بلوچستان کی پسماندگی میں اِضافہ ہو ہم اِن باتوں کو مزید برداشت کرنے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔اِنشاءاللہ وعزیز جناب اسپیکر! مَیں کوشش کرونگا کہ اپنی بات conclude کروں اور شاید اپنے mic کو بھی اِسی لئے، مَیں آپکو زحمت نہیں دونگا میں بات کو conclude کرونگا۔لیکن اِس بات کو ہر شخص ذہن نشین کرلے کہ بلوچستان کے وسائل بلوچستان کے عوام کے ہیں اِن وسائل کو بلوچستان کے پسے ہوئے عوام کیلئے اُنکی بہتری کیلئے اُنکے بہتر مستقبل

کیلئے بروئے کار اور زیر استعمال لایا جائیگا۔ بلوچستان میں آپ جس طرف دیکھیں پسماندگی ہے، بدامنی ہے، کبھی ہمارے بچوں کو یونیورسٹی سے اُٹھایا جاتا ہے کبھی ہمارے بچوں کو ایک طریقے سے اور کبھی دوسرے طریقے سے اذیتیں دے کر اُنہیں یرغمال بنایا جاتا ہے۔ خدارا بلوچستان کے عوام اِن کے قسمت کے ساتھ مت کھیلو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ قرارداد کے حق میں ہیں آغا صاحب؟

سیّد عزیز اللہ آغا: جی میں قرارداد کے حق میں ہوں اسی لیے تو یہ باتیں کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: اسی لیے تو یہ بات آپ کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ honorable Chair آپ کا Chair ہمارے لیے بہت مقدس ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس Chair کے ذریعے سے ابھی ابھی رولنگ آنی چاہیے کہ بلوچستان کے وسائل بلوچستان کے عوام کے ہیں۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ بلوچستان کے عوام کا استحصال کریں یا بلوچستان کے عوام کے وسائل پر ڈاکہ ڈالیں۔ یا بلوچستان کے وسائل کو اس انداز میں خرچ کرنے کی کوشش کی جائے جس سے دوسروں کے بینک بیلنس تو بڑھیں جس سے دوسروں کو تو فائدہ ہو لیکن بلوچستان کی پسماندگی برقرار رہے۔ میں قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور آپ کی رولنگ کا منتظر ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میٹھا خان کاکڑ صاحب آپ نے اپنے محکمہ کی بریفنگ لی ہے کہ ابھی تک نہیں لی؟۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک نصیر شاہوانی صاحب!

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! آج جس موضوع پر اس ایوان میں بحث ہونے جارہا ہے۔ ایک اہم اور بلوچستان کا انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان اس ملک کا 43% حصہ ہے۔ اور وسائل کے لحاظ سے بلوچستان ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ایک صوبہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اگر دیکھا جائے تو بلوچستان ہر بجٹ پر جب آنے والا بجٹ ہوتا ہے ہمیشہ وفاق کی طرف دیکھتا ہے۔ اور وہاں سے کچھ لے کر اپنی بجٹ بناتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اس صوبے میں 70 قسم کے مختلف معدنیات اس صوبے میں پائے جاتے ہیں، سونا اسی صوبہ میں، چاندی اسی صوبہ میں، تانبہ اسی صوبہ میں، پیتل اسی صوبہ میں، کوئلہ اسی صوبہ میں، سنگ مرمر اسی صوبہ میں، اور کرومائیٹ اسی صوبہ میں اور

بہت سارے ایسے معدنیات ہیں جو اس صوبے کی property اور اس صوبے کی ملکیت ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب جب سینڈک کا چائنہ سے معاہدہ ہوا اور آج 25 سال گزرنے کے بعد سینڈک windup ہونے جا رہا ہے۔ اور اس سے جتنا چائنا نے کمایا اگر دیکھا جائے تو اس صوبے کے حصہ میں میرے خیال میں وہی پسماندگی ،ایک یا دو فیصد جو اس صوبہ کا حصہ بنا، کوڑیوں کے دام جس طرح سینڈک کو فروخت کیا گیا اسی طرح آج ریکوڈک کے بارے میں بھی سوچا جا رہا ہے کہ کس طرح اس کو ٹھکانے لگایا جائے۔ اس سے پہلے جناب اسپیکر صاحب ریکوڈک کے بارے میں جو معاہدات ہوئے اور عالمی عدالت میں گئے اور پھر پتہ چلا کہ مختلف کمپنیوں نے دعوئے کیے ہیں اور بہت بڑا جرمانہ اس ملک کے حصہ میں آ رہا ہے۔ تو اُس وقت عمران خان کا ایک بیان جناب اسپیکر صاحب آیا کہ ہم ریکوڈک کو بیچ کر جو ہے اس ملک کے قرضے اُتار دینگے۔ جناب اسپیکر صاحب اس ملک میں بلوچستان ،سندھ ،خیبر پختونخوا اور پنجاب، یہ چار صوبے ہیں، ہر صوبے کے اپنے وسائل ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے جناب اسپیکر صاحب کہ اُس وسائل پر سب سے پہلے اُس صوبے کا حق ہونا چاہیے۔ اُس کے بعد پھر اُس ملک کے دیگر لوگوں کا اُن وسائل پر حق ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں اُلٹی گنگا بہتی ہے، سینڈک سے بلوچستان کو ایک فیصد بھی حصہ نہیں ملتا۔ سینڈک کا جتنا حصہ ہے چائنا لے جاتا ہے اُس کے بعد کچھ وفاق کے پلے پڑ جاتی ہے۔ آج راتوں رات سنا ہے کہ ریکوڈک کا بھی اسی طرح بلوچستان کے عوام سے چھپ کر معاہدہ ہونے جا رہا ہے۔ تو اُسی فورم پر جناب اسپیکر میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس صوبے کی عوام کی ملکیت ہے ریکوڈک پر اس صوبے کی عوام کا حق ہے۔ آج جس طرح اس ایوان میں سب نے اُس پر باتیں کی اُس میں حکومتی اراکین نے بھی باتیں کی اپوزیشن کی طرف سے جو قرارداد آئی اپوزیشن اراکین نے بھی باتیں کیں تو میں کہتا ہوں کہ اس کو ایک مشترکہ قرارداد کی شکل میں ایک مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔ اور آپ رولنگ دے دیں جس طرح سینڈک کے لیے آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اسی طرح ریکوڈک کے لیے بھی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ تاکہ وفاق سے دوٹوک بات کی جائے اور بلوچستان کے وسائل پر بلوچستان کو حق دیا جائے۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 128 منظور کی جائے، ہاں یا ناں میں جواب دیں؟

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں وہ مشترکہ کے لیے سیکرٹری اسمبلی کو دوبارہ وہ دینا پڑتا ہے ناں ابھی تو وہ ابھی آپ گورنمنٹ کے اراکین جو بیٹھے ہوئے ہیں

جناب قائم مقام اسپیکر: کیا اس کو مشترکہ قرارداد بنائی جائے؟۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 128 منظور کی جائے؟۔۔۔(مداخلت)۔

میر نعمت اللہ زہری: نہیں جناب اسپیکر۔ہم اِس قرارداد کی حمایت نہیں کرتے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 128 منظور کی جائے؟ آوازیں ہاں

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 128 منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 03 دسمبر 2021ء بوقت دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 37 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)